بسم اللہ الرحمن الرحیم

" ہماری عید ہو گئ "

اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا

رات جتنی سینگین ہوتی ہے
صبح اتنی ہے رنگین ہوتی ہے

اللہ کے فضل سے ۲۸ جون ۲۰۰۸ الھدی کی طالبات کے لئے ایک تابناک صبح تھی۔ یہ عید ہمارے تعلیم القرآن، روح البیان کی تکمیل کی خوشی میں تھی۔۲۷ جون کو ہماری قافلہ مکتب کی طرف رواں تھا، جہاں سے ہمیں غائبانہ قرآن مجید کی تعلیم دی جاتی ہے۔ پورے ایک بجے ہم سب الھدی سینٹر کے سامنے کھڑے تھے دل زور سے دھڑکا ۔۔ ۔ ۔ یہ بلندبالاعمارت علم کی وہ بھٹی ہے جس میں جل کر انسان کندن بن کر نکلتے ہیں۔یہ جذبوں سے بنی عمارت ہے جو کہہ رہی ہے، دل دل سے ملے ہوں، ہاتھوں میں ہاتھ ہوں تو کوئی مشکل نہیں، باہم اتفاق اور ہم آہنگی ہو تو ایسی کئ عمارتیں وجود میں آسکتی ہیں۔ بشرطیکہ بہترین قائد میسر ہو۔ یہ سطر ہمارے خوابوں کی تعبیر ہے۔ بے ترتیب سانسوں کے ساتھ اندر داخل ہوتے ہی احساس ہو گیا کہ یہاں تو ہوا بھی تھم تھم کر چلتی ہے۔ اس ادارے کا نظم و ضبط بہت زبردست ہے۔ یہاں کام کرنے والی ہر شاگرد ہو یا کارکن وہ اللہ کی سپاہی ہے یہاں کسی کو نمائشی تعریف کی ضرورت نہیں، ہر طرف ہر کوئی پورے جذبے اور انہماک سے کام کر رہا ہے۔ یعنی ہر سپاہی اپنے مورچے پر تھا۔ جو اپنے سپہ سلار کی قائدانہ صلاحیتوں کا مظہر تھا۔ اب آنکھیں دیوانہ وار کسی کو تلاش کر رہی تھیں، شوق بےچین کیے دے رہا تھا۔ ڈاکٹر فرحت ہاشمی کلاس لے رہی تھیں، مگر بطور مہمان ہمیں اندر داخل ہونے کی اجازت دے دی گئ۔ ہم نے دور سے دیکھابے ساختہ اس وقت ہمیں حکیم اُلاست علامہ اقبال صاحب بہت یاد آئے جنہوں نے کسی ہستی سے متاثر ہو کر کہا تھا۔ ۔ ۔ ۔

عالم جوش جنوں میں رواہ ہے کیا کچھ
کہیے کیا حکم ہے دیوانہ بنوں یا نہ بنوں

چپکے چپکے دل کو سمجھایا وہ اقبال صاحب تھے، اپنے جذبوں کے اظہار میں بے تحاشہ بےباک۔ ۔ ۔۔ تم تو ایسا نہیں کر سکتیں۔ مگر دل تو چاہ رہا تھا کہ سارے ضابطے توڑ کر اُن کے قریب جا پہنچوں۔ اُن کو سنوں اور سن کر دیکھوں، دل کی تڑپ پوری ہوئی۔ اللہ تعالٰی دعائیں سننے والا ہے ، شاید اُستاذہ کو خود بھی آن لائن اسٹوڈینٹ کی بے تابی اور جذبات کا پتہ تھا۔ لہذا انہوں نے ہمارا صبر زیادہ نہ آزمایا۔ اب ہماری سرکار ہمارے سامنے تھیں یعنی آن لائن اسٹوڈینٹس اب روبرو تھے، وہ مسکرا مسکرا کر سب کا حال پوچھی رہیں تھیں جو کہ تقریباً ایک جیسا ہی تھا ہر دل ایک ہی انداز میں دھڑک رہا تھا۔ آنکھیں اپنے تصور کو حقیقت میں دیکھ دیکھ کر نثار ہو رہیں تھیں، یہ وہی تو ہیں ہماری قائد ہماری اُستاذہ جس نے ہمیں

گمراہی سے نکال کر اجالے بھرے راستوں پر گامزن کیا۔ جینے کا شعور اور مرنے کا سلیقہ سکھا دیا۔ قرآن پاک سے دوستی کروا کر اللہ تعالٰی کا عرفان دیا۔ نبی کی سنت سے آشنا کیا۔ زندگیوں کے انداز بدل دئیے۔ سوچنے اور عمل کرنے میں تبدیلی کروا کر ایک ذہینی انقلاب برپا کر دیا۔ سب لوگ اُن کو قرآن پاک کی نسبت سے اپنے اپنے تاثرات بتا رہے تھے جو بلکل ایک جیسے ہی تھے۔ قرآن پاک نے سب کو ایک ہی انداز میں متاثر کیا تھا، یہ بھی قرآن کا ہی اعجاز ہے۔ اس کو سمجھ کر پڑھنے والے ایک سوچ اور ایک ہی جذبے کے حامل ہوجاتے ہیں اور پھر ایک ہو کر عمل کرتے ہیں‌تو اُن کو الھدی جیسی کامیابیاں نصیب ہوتی ہیں۔ ساری شاگودیں ستاروں کی طرح حالہ بنائے اپنی اُستاذہ محترم اردگرد بیٹھی تھیں۔ سب کی نظروں سے ظاہر عقیدت یہ پکار پکار کر کہہ رہی تھی کہ یہی وہ ہستی ہے جس کو سوکھی مٹّی سے محل بنانے کا فن آتا ہے۔ یہی وہ عظیم ہستی ہے جو بنجر زمین کے صحرا میں پھول لگانے کا فن جانتیں ہیں۔چونکہ موقع بہت اہم تھا، کام بھی بے تحاشہ تھا۔ لہذا انہوں نے اجازت چاہی۔ مگر ہماری دل تو چاہ رہا تھا کہ ہر پل ہر لمحہ اُنکو دیکھیں۔

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

یہ ایسا شوق اور احساس تھا جس نے ہم سب کو یکجا کر دیا تھا۔ ہر جگہ ہر قریہ سے شاگردیں وہاں موجود تھیں۔ صرف میرے گروپ میں نورین ملک شکاگوہ سے پہلے مشی گن آئیں پھر اپنے بچوں کو نند کے گھر چھوڑ کر ہم سب کو لے کر ٹورنٹو پہنچی۔ شازیہ اطہر سعودی عرب سے آئی اور پروین اور حرا پاکستان سے۔ ۔ ۔ ۔ اسی طرح سب اپنے بچے، شوہر گھربار چھوڑ کر وہاں پہنچ چکی تھیں۔ یہ جذبہ بہت ہی قابل قدر تھا، دین کی محبت میں کیا گیا سفر بہت ہی پیارا لگا۔ شام کہ ہم ہوٹل آگئے وہاں عجیب منظر تھا۔ ہر طرف جلباب پھڑپھڑا رہے تھے، گوروں کو حیرت تو ہو گی کہ یہ کونسی مخلوق یہاں اُتر آئی ہے۔ مگر ہم خوش تھے۔ ہم سب شازیہ اطہر کے کمرے میں جمع ہوئے، کوئی تھکا ہوا نہ تھا نہ کسی کو آرام کی ضرورت تھی ضرورت Tylenol کی ۔ ۔ ۔ تھوڑی دیر میں نصرت اور عابدہ نے کھانا منگوایا اس طرح ہماری دعوت ہو گئی۔

دوسرے دن ہم نو بجے مسجد میں موجود تھے۔ منظر بڑا دلفریب تھا۔ آن لائن اسٹوڈینٹس کے پِنک اور کیمپس والوں کے بِلو حجاب تھے۔میزبان گروپ کا کِریم کلر تھا۔ ہر طرف مختلف پیرھن عجیب بہار دکھا رہا تھ، بڑی ہی پُروقار تقریب تھی۔ نہ لباسوں کی دھمک نہ زیورات کی چمک، سادہ اور معصوم چہرے، نور کا میک اپ کیے ہوئے۔ سب اللہ کے ہی رنگ میں رنگے ہوئے لوگ، مہذب، متوازن، اور معتدل مزاج لوگ ۔ ۔ ۔ نہ کو تالیاں بجانے والا اور نہ کوئی آوازیں لگانے والا کیسی نورانی محفل تھی ۔ ۔ ۔ ؟

عین دس بجے آپ ایک دروازے سے نمودار ہوئیں اور پروقار انداز میں چلتے ہوئے سٹیج تک آئیں پنک رنگ کے سوٹ میں ان کا چہرہ دمک رہا تھا۔ یہ حسن یہ رعنائی شائید اپنی محنتوں اور مشقتوں کے بارآور ہونے کی تھی۔ سارے حال پر نظر ڈالی ایسے خوش تھیں جیسے مالی اپنے باغ کو دیکھ دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔ اُن کا چمن کامیابی کی خوشی سے مہک رہا تھا مگر ساکت اور جامد کوئی ہل چل نہ تھی جیسے سارے دل دھڑکنا بھول گئے ہیں۔ دعا سے آغاز کیا ہمیشہ کی طرح ہمیں مبارک باد دی اور خوش آمدید کہا۔ ۔ ۔ پھر اسماء زبیر کی تلاوت ہوئی اس

کے لہجے کے سوز نے سب کی آنکھیں پرنم کردیں سورۃ الانسان ہم سن رہے تھے اور میں سوچ رہی تھی کہ ہم سماعت کی دنیا کے لوگ صحیح اندازہ لگا ہی نہیں سکتے۔ ننھی سی لڑکی کی آواز میں کتنا وقار، اتنا دبدبہ . . . میں کبھی آنکھیں کھول کر اس کو دیکھتی۔ . . کبھی آنکھیں بند کر کے اُس کی آواز کو محسوس کرتی جو میری سماعتوں میں ہی نہیں میرے گھر کی فضاؤں میں رچی بسی ہے۔ پھر اُستاذہ نے منہاج القاصدین پڑھائی جو ہمیں تحفہ دی گئی۔ عنوان تھا علماء سُو اور علماء حق بروقت موزوں تھا۔ اُن کا خطاب مستقبل کے داعیوں سے تھا۔ دیکھنا کوئی غلطی کوئی کوتاہی نہ کرنا . . . دنیا کا لالچ نہ کرنا . . . عزت کا طمع بھی نہ کرنا اللہ کے لئے خالص ہو کر کام کرنا . . . رستہ بڑا مشکل ہے مگر استقامت سے کام لینا . . کیا خوبصورت انداز نصحیت تھا . . . .

جل اُٹھیں گے ہزاروں چراغ ہماری راہ میں
جب تیرا انداز نصحیت یاد آئے گا

رشدہ کی خوبصورت کمپیرنگ پروگرام کو چار چاند لگا رہی تھی . . شازیہ نواز کی مترنم اور پرکشش آواز ہماری سماعتوں میں رچی بسی . . . ان کی آواز سے صرف محبت اور عقیدت کا اظہار ہوتا تھا۔ اُستاد اور شاگرد کا ناطہ کتنا پیاری ہے، جسے پاکر انسان اپنی قوت ارادی سے ہر مشکل کو آسان کر دیتا ہے اور ہر ناممکن کو ممکن بنانے کا قابل ہو جاتا ہے۔ پھر مجھے نظم "اب میں آن لائن ہوں" پڑھنے کو کہا گیا۔ پھر اسماء نے اقبال کی نظم ترنم سے پڑھی۔

یارب دل مسلم کو زندہ تمنا دے جو قلب کو گرما دے جو روح کو تڑپا دے

ڈاکٹر صاحبہ نے اسی نسبت سے دل کا حال، منہاج القاصدین سے پڑھایا۔ . . دل کئی طرح کے ہوتے ہیں اور میں سوچ رہی تھی کہ اس لمحہ تو میڈم ہم سب کے دل ایک جیسے ہیں۔ ایک دھڑکن . . . ایک سوچ . . . اور ایک ہی جذبہ لئے ہوئے، ایک اللہ ایک رسول کی اطاعت کرنے والے اور ایک قرآن کو پڑھنے پڑھانے والے۔ ہم سب ایک باغ کے پھول ہیں، ایک مالا کے موتی ہیں، ہماری کوئی فرقہ کوئی مسلک نہیں، ہم متحد ہیں ہماری مٹی بڑی زرخیز ہے۔ آپ کی رہنمائی میں ہم زندگی کو سنوارتے رہیں گے۔

آخر میں اسماء اور ھشام نے نظم پڑھی جو بہت پسند کی گئی۔ پھر نہ جانے کب کیسے پروگرام اختتام پذیر ہو گیا۔ وقت کو کون روک سکا ہے۔ سب خوبصورت لمحے خواب بنتے چلے گئے اور ہم لوٹ آئے۔ مگر نئے عزم، نئے ولولے اور نئے حوصلے لے کر . . . سفر جاری رکھنا ہے۔ اُستاذہ جیسے راہنما اور قائد موجود ہیں، تو ہم کبھی ناکام نہیں ہوسکتے۔ الھدی جیسے سینٹر بنتے رہیں گے، چراغ جلتے رہیں گے۔ انشاء اللہ

سلمی عالم
6/30/2008